فتاویٰ امن پوری (قسط ۶۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): رافضی نکاح پڑھائے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): رافضی کافر و مرتد ہیں، ان کی تکریم نہیں۔

(سوال): نکاح اعلانیہ کرنا بہتر ہے یا خفیہ؟

(جواب): اعلانیہ کرنا بہتر ہے۔

(سوال): کیا مسجد میں نکاح پڑھانا بہتر ہے؟

(جواب): مسجد میں نکاح پڑھانا بہتر ہے، یہ مسلمانوں کا متوارث عمل ہے۔ نکاح معتبر اور صلحا کی موجودگی میں ہونا چاہیے، اور نمازیوں سے بہتر لوگ کوئی نہیں ہو سکتے۔

مسجد میں نکاح کرنے سے کئی قباحتوں اور خرابیوں سے بچا جا سکتا ہے۔ تمام اُمور خیر مسجد میں سرانجام دیے جانے چاہییں۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اعلانیہ نکاح کریں، (نکاح کی مجلس) مسجد میں منعقد کریں اور نکاح میں دف بجائیں۔"

(سنن التّرمذي : 1089)

سند ضعیف ہے۔ عیسیٰ بن میمون ضعیف ہے۔

(سوال): نکاح پہلے اور رخصتی کئی ماہ بعد ہو، تو ولیمہ کب کیا جائے؟

(جواب): خواہ نکاح کے بعد کر دے، خواہ رخصتی کے بعد، دونوں طرح جائز ہے، البتہ

نکاح سے پہلے نہیں کر سکتے۔

سوال: ولیمہ کب مسنون ہے؟

جواب: ولیمہ کا کھانا نکاح کے بعد جب چاہے کھلایا جا سکتا ہے، اس سے سنت ادا ہو جائے گی، بعض کہتے ہیں کہ جب تک خلوت اختیار نہ کی جائے، ولیمہ نہیں، مگر یہ بات دلیل سے ثابت نہیں ہو سکی۔ البتہ بہتر یہی ہے کہ شب زفاف کے بعد ہو۔

سوال: نکاح متعہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: شریعت محمدیہ ایک کامل و مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں تا قیامت تبدیلی کی گنجائش نہیں، کیونکہ مختلف ادوار و حالات میں متغیر قوانین کو اسلام نے مستقل کر دیا ہے۔ زمانہ نزولِ وحی سے لے کر قیامت تک کے لیے ٹھوس دستورِ زندگی عطا فرمایا۔ یہ کمال ہی کا تقاضا تھا کہ صرف افراد کو نہیں، بلکہ پورے معاشرے کو پیش نظر رکھ کر قوانین مرتب کر دیے گئے۔ جن کاموں سے معاشرے میں خرابی واقع ہوتی تھی، انہیں بتدریج حیات بدر کیا گیا۔ شراب کی مثال لے لیں کیسے غیر محسوس انداز میں مسلم معاشرہ اس سے پاک کیا گیا۔ پہلے فوائد کی نسبت اس کی خرابیاں زیادہ ہونے کا بتا کر اس سے عمومی نفرت کا رجحان پیدا کیا، پھر نمازوں کے اوقات میں نشہ منع فرما کر اس کی لت ختم کی، آخر میں اسے مستقل حرام قرار دے دیا گیا۔

نکاحِ متعہ بھی انہی بیماریوں میں سے ہے، جنہیں اسلام نے اصلاحِ معاشرہ کی خاطر ابدی طور پر شریعت سے نکالا دیا ہے۔ جیسے شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے شراب پی جاتی رہی، اسی طرح تدریجی حکمت عملی کے تحت نکاحِ متعہ بھی ایک وقت تک جائز رہا،

پھر اسے قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا گیا اور اس کی جگہ شرعی نکاح ہی حتمی اور لازمی اصول بنا دیا گیا۔

جس طرح حرمت سے پہلے شراب نوشی کے واقعات دلیل بنا کر شراب حلال قرار دینا جائز نہیں، اسی طرح کسی مسلمان کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ حرمت متعہ سے پہلے پیش آنے والے عہد نبوی کے واقعات کو دلیل بناتے ہوئے اب بھی نکاحِ متعہ کے جواز پر اصرار کرے۔

نکاحِ متعہ کے فرد اور معاشرے پر نہایت مضر اثرات تھے، جن کی بنا پر اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔ اس کے مقابلے میں شرعی نکاح کو رائج کیا گیا، جو مفاسد سے بالکل خالی اور فرد و معاشرے کے لیے بے شمار فوائد کا حامل ہے۔

شرعی نکاح کا اہم مقصد عفت وعصمت کا تحفظ ہے، جو کہ نکاحِ متعہ سے حاصل نہیں ہوتا، نیز نکاحِ شرعی میں اہم جز و دوام واستمرار ہے، جو کہ متعہ میں نہیں پایا جاتا۔ نکاحِ شرعی کا اہم فائدہ محبت ومودّت اور سکون ہے، جو کہ نکاحِ متعہ میں ناپید ہے۔ نکاحِ شرعی میں بیک وقت ایک سے زائد بیویوں کا تصور تو ہے، لیکن ایک سے زائد خاوندوں کا تصور قطعاً نہیں، جبکہ نکاحِ متعہ میں ایک سے زائد خاوندوں کا تصور واضح طور پر پایا جاتا ہے۔ ایک عورت کے لیے نکاحِ متعہ کے ذریعے ایک ہی دن میں بیسیوں افراد سے منہ کالا کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔

نکاحِ متعہ کے ذریعے معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے اور انسانوں میں بہیمانہ رویے پروان چڑھتے ہیں۔ ایک عورت جب نکاحِ متعہ کے ذریعے کئی مردوں سے تعلق رکھتی ہے، تو کیا معلوم اس کی کوکھ میں پلنے والا بچہ کس کا ہے؟ ایسے بچے عام طور پر خونخوار

درندے ہی بنتے ہیں، پرامن شہری نہیں بن پاتے۔ نکاحِ متعہ میں ولی (باپ، بھائی) کے حقوق بھی پامال ہوتے ہیں۔ عصمت جو انسانیت کا جوہر ہے، ختم ہو جاتی ہے اور ماحول میں آوارگی پھیلتی ہے۔

نکاحِ متعہ کی بے شمار قباحتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے شادی شدہ خواتین بھی بدکاری کی راہ اختیار کر لیتی ہیں۔

❁ ابوجعفر، محمد بن حسن، طوسی شیعہ (م:460ھ) نے لکھا ہے:

لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ أَنْ يَّسْأَلَهَا : هَلْ لَّهَا زَوْجٌ أَمْ لَا .

''نکاحِ متعہ کرنے والے مرد کے لیے عورت سے یہ پوچھنا بھی ضروری نہیں کہ اس کا کوئی خاوند ہے یا نہیں؟'' (النّهاية، ص 490)

اتنی قباحتوں کے باوجود نکاحِ متعہ شیعہ مذہب کا بنیادی جزو ہے۔

❁ شیعہ فقیہ، محمد بن حسن، الحر العاملی (م:1104ھ) نے لکھا ہے:

إِنَّ إِبَاحَةَ الْمُتْعَةِ مِنْ ضَرُورِيَّاتِ مَذْهَبِ الْإِمَامِيَّةِ .

''نکاحِ متعہ کو جائز قرار دینا امامی شیعوں کی مذہبی ضرورت ہے۔''

(وسائل الشّيعة : 245/7)

نکاحِ متعہ باطل ہے:

اُمت مسلمہ کا اتفاق و اجماع ہے کہ نکاحِ متعہ یا وقتی نکاح منسوخ و باطل ہے اور شریعتِ اسلامیہ میں نکاحِ متعہ تا قیامت حرام ہو چکا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے، تو آپ نے خطبہ دیا: لوگو! بلاشبہ اللہ

کے رسول ﷺ نے ہمیں تین دفعہ متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اسے حرام کر دیا تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے جس شادی شدہ کے بارے متعہ کرنے کا علم ہوا، اسے ضرور رجم کر دوں گا۔ ہاں اگر وہ چار گواہ پیش کر دے کہ نبی ﷺ نے اسے حرام کرنے کے بعد حلال کر دیا تھا، تو چھوڑ دوں گا۔''

(سنن ابن ماجه : 1963، مسند البزّار : 183، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يُعْلَمُ بِالْإِجْمَاعِ .

''متعہ کی حرمت اجماع سے ثابت ہے۔''

(الفقيه والمتفقه :339/1)

❁ علامہ ابوالفتح نصر بن ابراہیم مقدسی رحمہ اللہ (۴۹۰ھ) فرماتے ہیں:

''یہ بات ہمارے ذکر کیے ہوئے دعوئ اجماع کی صحت پر دلیل ہے، کیونکہ ان آثار میں ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے متعہ کی حرمت بر سر منبر بیان فرمائی، اس فعل سے ڈرایا اور اسے گھمبیر قرار دیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ حرام قرار دے کر اس سے منع فرما دیا تھا۔ یہ ساری روئیداد مہاجرین وانصار صحابہ کرام کی موجودگی میں انجام پائی تھی، لیکن کسی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے معارضہ کیا، نہ آپ کی بات ردّ کی، حالانکہ صحابہ کرام حق کا اظہار کرنے، واجب کو بیان کرنے اور غلطی کو ردّ کرنے پر حریص تھے، جیسا کہ ان کی یہ صفت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بھی بیان کی ہے۔ دیکھا نہیں کہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حج تمتع اور سیدنا معاذ

بن جبل رضی اللہ عنہ نے حاملہ کو رجم کرنے کے بارے میں معارضہ کیا تھا؟ وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام جیسے (مضبوط ایمان والے) لوگوں سے دین کے حوالے سے مداہنت اور غلط بات سن کر خاموشی ممکن نہیں، خصوصاً ایسے معاملہ میں، جو شریعت سے تعلق رکھتا ہو اور جسے تا ابد شریعت میں موجود رہنا ہو۔ جب تمام صحابہ کرام خاموش ہو گئے اور کسی نے انکار نہیں کیا، تو معلوم ہوا کہ یہی حق ہے اور متعہ کا منسوخ اور حرام ہونا ہی شریعت میں ثابت ہے، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تھا۔ یہ معاملہ تمام صحابہ کرام کے متعہ کے حرام اور منسوخ ہونے کا اقرار کرنے کے مترادف ہے، لہٰذا یہ تا ابد حرام ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اس بارے میں احادیث بیان کی ہیں۔ متعہ کا حرام ہونا سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبد اللہ بن زبیر اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حق واضح ہو جانے اور متعہ کی حرمت پر حدیث رسول پہنچنے پر متعہ کے جواز سے رجوع فرما لیا تھا۔ یہی مذہب تمام تابعین، فقہائے کرام اور ائمہ دین کا ہے۔ اگر بالفرض متعہ کو صرف ایک صحابی حرام قرار دیتا اور کوئی دوسرا صحابی ان کا مخالف نہ ہوتا، تو ہم پر اس صحابی کے قول و علم کی پیروی لازم تھی، کیونکہ صحابی ایسی بات ٹھوس علم کی بنیاد پر ہی کہہ سکتا ہے۔......حرمت متعہ پر صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے۔ اب جو ان کی مخالفت میں نکاحِ متعہ کو حلال سمجھے، وہ اجماع کا مخالف اور حق وصواب کا دشمن ہے۔''

(تحریم نکاح المتعة، ص 77)

❁ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (۶۰۱ ھ) لکھتے ہیں:

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حرمت متعہ صحابہ کرام کے ایک مجمع میں کی اور کسی صحابی نے ان پر نکیر نہیں کی۔ اس صورت حال میں تین باتیں کہی جا سکتی ہیں: پہلی بات یہ کہ صحابہ کرام کو متعہ کی حرمت کا علم تھا، لہٰذا خاموش ہو گئے۔ یا دوسری بات یہ کہ انہیں متعہ کی اباحت معلوم تھی، لیکن مداہنت کی وجہ سے خاموش رہے۔ یا تیسری یہ کہ انہیں متعہ کی حرمت یا اباحت کے بارے میں علم ہی نہ تھا، لہٰذا انہوں نے توقف کیا اور خاموش رہے۔ پہلی بات ہی درست ہے، دوسری بات سے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام کی تکفیر لازم آتی ہے، کیونکہ جو شخص جانتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو مباح قرار دیا ہے، پھر وہ بغیر نسخ کی دلیل کے کہے کہ یہ حرام ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہے اور جسے اس کی غلطی اور کفر کا علم ہو، پھر بھی وہ اس کی تصدیق کرے، تو وہ بھی کافر ٹھہرے گا۔ یوں ساری امت کی تکفیر لازم آئے گی اور یہ فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ ''تم بہترین امت ہو۔'' کے خلاف ہے۔ تیسری بات کہ صحابہ کرام کو متعہ کی حرمت یا اباحت کا علم ہی نہ تھا، اس لیے خاموش ہو گئے، یہ بھی باطل ہے، کیونکہ بالفرض اگر متعہ جائز ہے، تو یہ نکاح کی طرح ہی ہو گا، لہٰذا جس طرح لوگ نکاح کی معرفت کے محتاج ہیں، اسی طرح متعہ کی معرفت کے بھی محتاج ہوں گے۔ اس طرح کا معاملہ مخفی رہنا ممکن نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ اس کے بارے میں علم مشہور و معروف ہو۔ جس طرح سب کو علم تھا کہ نکاح مباح

ہے اور اس کی اباحت منسوخ نہیں، اسی طرح متعہ کے بارے میں علم ہونا بھی ضروری تھا۔ جب یہ (آخری) دونوں باتیں باطل ہیں، تو ثابت ہو گیا ہے کہ صحابہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر انکار کرنے سے صرف اس لیے خاموش رہے کہ انہیں اسلام میں متعہ کے منسوخ ہو جانے کا علم تھا۔''

(تفسير الرازي : 287/3)

❁ امام ابوعُبَید، قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۱۵۰۔۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نکاحِ متعہ منسوخ اور حرام ہے۔ کتاب وسنت نے اسے منسوخ کیا ہے۔ کسی صحابی سے نکاح متعہ کی رخصت منقول نہیں، ہاں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جواز کے قائل تھے، آپ کا رجوع بھی ثابت ہے۔''

(النّاسخ والمنسوخ، ص 80)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

''اوائل میں متعہ کی رخصت ملتی ہے۔ لیکن اب میں نہیں جانتا کہ سوائے رافضیوں کے کسی نے اسے جائز قرار دیا ہو۔ کتاب اللہ اور سنت رسول کے مخالف قول کا کوئی وزن نہیں۔''

(الإشراف :61/1، فتح الباري لابن حجر : 78/9)

❁ امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ (۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی موجودگی میں عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔ کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جمیع صحابہ متعہ کی ممانعت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمنوا تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ اجماع متعہ کی

منسوخیت پر واضح دلیل و برہان ہے۔''

(شرح معاني الآثار : 26/3)

❁ علامہ ابوبکر جصّاص (۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

''ہم نے متعہ کی اباحت کے بعد اس کی حرمت پر کتاب وسنت کے دلائل اور سلف کا اجماع بیان کر دیا ہے۔۔۔اس بارے خیر القرون میں کوئی اختلاف نہ تھا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ نیز تمام علاقوں کے فقہائے کرام نے اس کی حرمت پر اتفاق ہے، وہ اس بارے میں قطعاً اختلاف نہیں کرتے ہیں۔''

(أحكام القرآن : 153/2)

❁ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) لکھتے ہیں:

''متعہ کی حرمت پر مسلمانوں کا اجماع ہے، سوائے بعض شیعہ کے۔ ان کے قواعد وضوابط کے مطابق بھی یہ (متعہ) درست نہیں، کیونکہ یہ لوگ اختلافی مسائل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل بیت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے متعہ کی منسوخیت ثابت ہے۔ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے (السنن الکبری: ۷/ ۲۰۷، وسندہ صحیح) جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے متعہ کے بارے میں سوال ہوا، تو انہوں نے فرمایا: یہ تو کھلا زنا ہے۔''

(فتح الباري لابن حجر : 78/9)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۳۶۸۔۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

''صحابہ وتابعین اور بعد والے علمائے کرام اور فقہائے مسلمین تمام کے تمام حرمت متعہ پر متفق ہیں۔ جن میں اہل مدینہ سے امام مالک اور اہل کوفہ سے امام سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ، متفقہ طور پر اہل حدیث اور اہل فقہ میں سے

امام شافعی، اہل شام میں سے امام اوزاعی اور اہل مصر میں سے امام لیث بن سعد اور دیگر تمام محدثین کرام شامل ہیں۔''

(التّمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : ١٢١/١٠)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَهُوَ كَالْإِجْمَاعِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ .

''اہل علم کا متعہ کی حرمت پر اتفاق ہے۔ یہ مسلمانوں کا اجماع ہی ہے۔''

(شرح السنّة : 100/9)

❁ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) لکھتے ہیں:

''(ابتدا میں) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نکاح متعہ کے جواز کے قائل تھے، بعد میں ان کا رجوع کرنا ثابت ہے، لہٰذا متعہ کی حرمت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔''

(القبس شرح مؤطأ الإمام مالك، ص 714)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

''متعہ کی حرمت پر سوائے رافضیوں کے تمام علما کا اجماع ہو گیا۔''

(شرح مسلم للنووي : 181/9)

❁ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

اِبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَحَّ رُجُوعُهُ إِلٰى قَوْلِهِمْ فَتَقَرَّرَ الْإِجْمَاعُ .

''ابن عباس رضی اللہ عنہما کا رجوع صحیح ثابت ہے، یوں اجماع منعقد ہو گیا۔''

(الهداية : 190/1، فتح القدير لابن همام : 247/3، البحر الرائق لابن نجيم : 114/3)

❁ مفسر قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اِنْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰی تَحْرِیمِهَا .

''متعہ کی حرمت پر اجماع ہو گیا ہے۔'' (تفسير القرطبي : 133/5)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَعَنْ لُّحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ .

''غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا تھا۔''

(صحيح البخاري : 5115، صحيح مسلم : 30/1407)

❁ دوسری روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں:

نَهٰى عَنْ مُّتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ .

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔''

(صحيح البخاري : 4216، صحيح مسلم : 1407)

❁ صحیح مسلم (1407/31) میں ہے:

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عورتوں سے متعہ کرنے کے بارے میں نرم بات کرتے سنا، تو فرمایا: ابن عباس! اس فتوے سے رُک جایئے،

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔''

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے، تو آپ نے خطبہ دیا: لوگو! بلاشبہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں تین دفعہ متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اسے حرام کر دیا تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے جس شادی شدہ کے بارے متعہ کرنے کا علم ہوا، اسے ضرور رجم کر دوں گا۔ ہاں اگر وہ چار گواہ پیش کر دے کہ نبی ﷺ نے اسے حرام کرنے کے بعد حلال کر دیا تھا، تو چھوڑ دوں گا۔''

(سنن ابن ماجه : 1963 ، مسند البزّار : 183 ، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: روافض نکاح متعہ کی حلت پر آیت: ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ پیش کرتے ہیں، ان کی استدلال کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ (النّساء : ٢٤)

''جن عورتوں سے تم فائدہ اٹھاؤ، انہیں ان کے حق مہر ضرور ادا کرو۔''

❀ امام طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

''اس آیت کی درست تفسیر یہ ہے: جن عورتوں سے تم نے نکاح کیا اور خلوت بھی اختیار کر لی، انہیں مہر ادا کرو۔ اس تفسیر کے صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دلائل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبانی جس متعۃ النسا کو حرام قرار دیا ہے، وہ نکاح صحیح سے الگ چیز ہے۔''

(تفسير الطّبري : ٧٣٨/٣، طبع دار الحديث، القاهرة)

ابن خُوَیزمنداد بصری (م:390ھ) فرماتے ہیں:

''اس آیت کریمہ سے متعہ کا جواز کشید کرنا جائز نہیں، کیونکہ ایک تو رسول اللہ ﷺ نے نکاحِ متعہ سے منع فرما دیا ہے اور اسے حرام قرار دے دیا ہے، دوسرا یہ کہ اللہ نے (اس سے اگلی آیت میں) ارشاد فرمایا: ﴿فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ﴾ (تم ان عورتوں سے ان کے گھر والوں کی اجازت سے نکاح کرو) اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ عورت کے گھر والوں کی اجازت، یعنی ولی اور دو گواہوں کی موجودگی میں جو نکاح ہوتا ہے، وہ نکاحِ شرعی ہی ہوتا ہے، نکاحِ متعہ کی صورت یہ نہیں ہوتی۔''

(تفسير القرطبي : 5/129-130)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

''اس آیت کریمہ میں متعہ کے حلال ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾، ﴿وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ ''اور ان (مذکورہ محرمات) کے علاوہ جو عورتیں ہیں، وہ تمہارے لیے حلال کردی گئی ہیں، (شرط یہ ہے) کہ تم اپنے مال (مہر) کے بدلے انہیں حاصل کرکے ان سے نکاح کرو

اور تمہاری نیت بدکاری کی نہ ہو، پھر جن سے مہر کے عوض تم فائدہ اٹھاؤ، انھیں ان کے مقرر کیے ہوئے مہر دے دو، اگر تم مہر مقرر کر لینے کے بعد اس (میں کمی بیشی) پر راضی ہو جاؤ، تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے۔ اور جو شخص آزاد مومن عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو......'' یہاں جن عورتوں سے فائدہ اٹھانے کی بات ہے، ان سے مراد وہ عورتیں ہیں، جن سے دخول ہو چکا ہے۔ نکاح کے بعد عورت سے دخول کرنے والے کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو حق مہر ادا کرے۔ جس عورت کو دخول سے قبل ہی طلاق ہو جائے اور خاوند اس سے دخول کی صورت میں فائدہ نہ اٹھا پایا ہو، وہ پورے حق مہر کی مستحق نہیں ہوتی، بلکہ اسے نصف مہر دیا جائے گا، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهٗ وَقَدْ أَفْضٰى بَعْضُكُمْ إِلٰى بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيظًا﴾ ''اور تم مہر میں سے کیسے واپس لو گے، حالانکہ تم ایک دوسرے سے ملاپ کر چکے ہو اور ان عورتوں نے تم سے پختہ عہد لیا ہے؟'' اس آیت میں بھی نکاح کے بعد ملاپ کو حق مہر کی ادائیگی کے لزوم کا سبب بتایا گیا ہے۔ وضاحت یوں ہے کہ اس آیت میں ابدی نکاح کو چھوڑ کر مال کے بدلے وقتی نکاح کی تخصیص کی کوئی صورت نہیں، بلکہ ابدی نکاح ہی مکمل حق مہر ادا کرنے کا زیادہ حق دار ہے۔ ضروری ہے کہ یہ آیت ابدی نکاح پر دلالت کرے۔ یہ دلالت خواہ تخصیص کے انداز سے ہو، خواہ عموم کے انداز سے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد لونڈیوں کے نکاح کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بات مطلق طور پر آزاد عورتوں کے

نکاح کے متعلق تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ سلف کے ایک گروہ کی قرأت یوں تھی
:﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''تم ان عورتوں
میں سے جس سے ایک مقرر وقت تک فائدہ اٹھاؤ۔۔۔'' تو جواب یہ ہے کہ یہ
قرأت متواتر نہیں، بلکہ اس کا زیادہ سے زیادہ رتبہ اخبارِ آحاد کی طرح ہے۔
ہم اس بات کے انکاری نہیں کہ متعہ شروع اسلام میں حلال تھا، لیکن یہاں
بات یہ ہے کہ اس پر قرآنِ کریم دلالت کرتا ہے یا نہیں؟ دوسری بات یہ بھی ہو
سکتی ہے کہ یہ الفاظ اگرچہ نازل ہوئے تھے، لیکن یہ مشہور قرأت میں ثابت
نہیں ہوئے، لہٰذا یہ منسوخ ہیں۔ ان کا نزول اس وقت ہوا ہوگا، جب متعہ ابھی
جائز تھا۔ جب متعہ کو حرام قرار دیا گیا، تو یہ الفاظ منسوخ ہو گئے اور وقتی نکاح
میں حق مہر کی ادائیگی کا حکم مطلق (ابدی) نکاح میں مہر کی ادائیگی پر تنبیہ کرنے
کے لیے رہ گیا۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ دونوں قرأتیں حق
ہیں۔ جب وقتی نکاح، یعنی متعہ حلال تھا، تو حق مہر دینا واجب تھا۔ یہ آغاز
اسلام میں جائز تھا، لہٰذا اس آیت میں کوئی ایسی بات نہیں، جس سے یہ معلوم
ہو کہ وقتی نکاح، یعنی متعہ اب بھی حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ
تمہارے لیے عورتوں سے مقررہ وقت تک متعہ کرنا حلال کر دیا گیا ہے، بلکہ
فرمانِ باری تعالیٰ یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم نے فائدہ حاصل کیا ہے، ان کو
حق مہر ادا کرو۔ عورت سے فائدہ اٹھانا حلال ہونے کی صورت میں ہو یا شبہے
کی صورت میں، یہ آیت دونوں طرح کے فائدے کو شامل ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ سنت رسول اور اجماعِ امت دونوں دلائل سے نکاحِ فاسد میں حق مہر

واجب ہے۔ فائدہ حاصل کرنے والا جب اس کام کو حلال سمجھتا ہو، تو اس پر حق مہر واجب ہے۔ رہا حرام متعہ، تو اس آیت میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر وہ کسی عورت سے اس کی رضامندی سے بغیر نکاح کے فائدہ حاصل کرے گا، تو یہ زنا ہوگا۔ اس میں کوئی حق مہر نہیں۔ اگر عورت کو مجبور کیا گیا ہو، تو اس میں اختلاف مشہور ہے۔ یہ جو بات ذکر کی جاتی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ سے منع کیا تھا، تو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے پہلے عورتوں سے متعہ حلال قرار دیا تھا، لیکن بعد میں اسے حرام کر دیا تھا۔ اس بات کو صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں ثقہ راویوں نے امام زہری سے اور انہوں نے اس روایت کو محمد بن حنفیہ کے دونوں بیٹوں عبداللہ اور حسن سے بیان کیا ہے۔ وہ دونوں اسے اپنے والد محمد بن حنفیہ سے بیان کرتے ہیں، وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب متعہ کو حلال کہا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: آپ (اس مسئلہ میں) راہِ حق سے پھسل گئے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والے سال متعہ اور گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دے دیا تھا۔ امام زہری سے اس روایت کو امام مالک بن انس، امام سفیان بن عیینہ وغیرہما نے بیان کیا ہے جو کہ ان کے زمانے کے سب سے بڑے علمائے سنت و حفاظِ حدیث اور ائمہ اسلام تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں، جن کے علم، عدالت اور حفظ پر مسلمانوں کا اتفاق رہا ہے۔ محدثین کرام کا اس حدیث کے صحیح ہونے اور تلقی بالقبول حاصل کرنے پر اتفاق ہے۔ اہل علم میں سے کسی نے اس میں کوئی طعن نہیں کی۔ اسی طرح صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے متعہ کو فتح مکہ والے سال قیامت تک کے لیے حرام قرار دیا تھا......... یوں اہل سنت والجماعت نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین کی اس چیز میں پیروی کی ہے جوانہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کی ہے، جبکہ شیعہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس بات میں مخالفت کی ہے، جوانہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کی ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف کی بات مانی ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیوی اور لونڈی کو حلال قرار دیا ہے، جبکہ جس عورت سے متعہ کیا جائے، وہ نہ بیوی ہے، نہ لونڈی۔ اگر وہ بیوی ہوتی، تو وراثت کی حقدار بنتی، اس پر مرد کی وفات کی وجہ سے عدت لازم ہوتی، نیز تین طلاقیں اس پر واقع ہوتیں، کیونکہ قرآنِ کریم میں بیوی کے یہی احکام ہیں۔ جب متعہ والی عورت میں نکاح کے لوازم موجود نہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ نکاح نہیں ہوا، کیونکہ لازم کے ختم ہونے سے ملزوم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بیویوں اور لونڈیوں کو حلال قرار دے کر باقی عورتوں کو حرام کہہ دیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ﴾، ﴿إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ﴾، ﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾ ''اہل ایمان اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بیویوں اور لونڈیوں سے ایسے تعلقات رکھنے پر ملامت نہیں، لیکن جو لوگ تکمیل خواہش کے لیے کوئی دوسرا رستہ اختیار کریں، وہ باغی ہیں۔'' متعہ کے حرام ہونے کے بعد جس عورت سے متعہ کیا جائے، وہ نہ بیوی ہے، نہ لونڈی،

لہٰذا متعہ قرآنِ کریم کی نص سے حرام قرار پا رہا ہے۔ متعہ والی عورت کا لونڈی نہ ہونا، تو واضح ہے، لوازم نکاح نہ ہونے کی وجہ سے وہ بیوی بھی نہیں ہے، کیونکہ وراثت کا باعث بننا، عورت پر عدت کا ثابت ہونا، تین طلاقوں کا واقع ہونا اور دخول سے قبل طلاق کی صورت میں نصف حق مہر کا حق دار ہونا وغیرہ لوازم نکاح میں سے ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کبھی بیوی وارث نہیں بھی بنتی، جیسا کہ ذمی عورت اور لونڈی ہے۔ ان سے کہا جائے کہ ان کے نزدیک ذمی عورت سے نکاح جائز ہی نہیں اور لونڈی سے بھی بوقت ضرورت نکاح کیا جا سکتا ہے، لیکن ان کے نزدیک متعہ مطلقاً جائز ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ ذمی عورت اور لونڈی سے نکاح وراثت کا حق دار بننے کا سبب ہے، لیکن یہاں ایک رکاوٹ موجود ہے، یعنی غلامی اور کفر، جیسا کہ نسب بھی وراثت کا حق دار بناتا ہے، لیکن جب بیٹا غلام یا کافر ہو، تو رکاوٹ آ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب باپ کی زندگی میں بیٹا آزاد ہو جائے یا مسلمان ہو جائے، تو وہ باپ کا وارث بنے گا۔ اسی طرح جب ذمی بیوی اپنے خاوند کی زندگی میں مسلمان ہو جائے، تو اس کے وارث بننے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ یہ ساری صورت حال متعہ والی عورت سے مختلف ہے، کیونکہ اس کا نکاح (متعہ) وراثت کا سبب نہیں بنتا۔ یہ کسی بھی صورت میں وارث نہیں بن سکتی۔ یہ نکاح اس ولدزنا کی طرح ہے، جو اپنے خاوند کے بستر پر پیدا ہوا ہو۔ ایسا بچہ زانی کو کبھی بھی نہیں مل سکتا۔ وہ بچہ زانی کا ایسا بیٹا نہیں ہوگا، جو اس کا وارث بن سکے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کبھی کبھی نسب کے احکام بدل جاتے ہیں، یہی معاملہ نکاح کا ہے۔۔۔ تو کہا جائے گا

کہ اس میں اختلاف ہے اور جمہور اسے تسلیم کرتے ہیں، لیکن اس میں شیعہ کے لیے کوئی دلیل نہیں، کیونکہ متعہ والی عورت سے بیوی ہونے کے تمام لوازمات ختم ہیں۔ اس میں حلال نکاح کی کوئی خصوصیت موجود نہیں ہوتی۔''

(منهاج السّنة : 155/2)

معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم سے نکاحِ متعہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا، بلکہ صرف نکاحِ شرعی کا اثبات ہوتا ہے۔

تنبیہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے یہ آیت یوں تلاوت کی:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾

''جن عورتوں سے تم ایک مقررہ مدت تک فائدہ اٹھاؤ۔''

(تفسير الطّبري : 9046، وسندهٔ صحيحٌ، 9047، وسندهٔ صحيحٌ، 9049، وسندهٔ صحيحٌ، 9050، وسندهٔ صحيحٌ)

پہلے پہل سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما متعہ کے جواز کے قائل تھے، لیکن بعد میں نسخ کا علم ہونے پر انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔

❁ سیدنا ربیع بن سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا مَاتَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَتّٰى رَجَعَ عَنْ هٰذِهِ الْفُتْيَا .

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے موت سے پہلے اس فتوے سے رجوع کر لیا تھا۔''

(مستخرج أبي عوانة : 273/2، ح : 2384، وسندهٔ صحيحٌ)

فائدہ: جس روایت میں ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بھی یہی قرأت تھی، وہ ثابت

نہیں، کیونکہ اس میں سعید بن ابی عروبہ اوران کے استاذ قتادہ بن دعامہ مدلس ہیں۔لہٰذااس بات کی نسبت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف درست نہیں۔

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ﴾ سے مراد نکاح ہے۔

❀ سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

اسْتَمْتِعُوا مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ، وَالِاسْتِمْتَاعُ عِنْدَنَا التَّزْوِيجُ .

''ان عورتوں سے متعہ کریں، یعنی فائدہ اُٹھائیں۔(صحابی کہتے ہیں :) ہمارے نزدیک فائدہ اُٹھانے سے مراد نکاح ہے۔''

(مسند الدّارمي : 2241، مسند الحميدي : 870، مسند الإمام أحمد : 404/3، وسندہٗ صحيحٌ)

❀ امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نکاح ہے۔

(تفسير الطّبري : 9039)

اگر کوئی کہے کہ اس سے مراد متعہ ہے،تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا سبرہ الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگو! بے شک میں نے آپ کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی۔ اب اللہ نے قیامت تک اسے حرام کر دیا ہے۔جس کے پاس کوئی ایسی عورت ہو،اسے چھوڑ دے اور آپ انہیں دی ہوئی چیزوں سے کچھ واپس نہ لیں۔''

(صحيح مسلم : 1406)